نورالتفسیر

(پارۂ عم کی ۲۳ مختصر سورتوں کا ترجمہ وتفسیر)

مرتب

محمد فرمان ندوی

(استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

مکتبہ ایمان، مکارم نگر، لکھنؤ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

باراوّل

۱۴۳۵ھ - ۲۰۱۴ء

نام کتاب	:	نورالتفسیر
نام مرتب	:	محمد فرمان ندوی
صفحات	:	۶۴
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
کمپوزنگ	:	محمد اشرف ندوی
طباعت	:	نیو ورک لائن پریس، لکھنؤ

باہتمام

سید نثار احمد بن مرحوم سید اصغر علی

مسجد مولانا علی میاں، مکارم نگر، لکھنؤ

ملنے کے پتے:

۱۔ مکتبہ ندویہ، ندوہ، لکھنؤ ۲۔ مکتبہ احسان، مکارم نگر، لکھنؤ

۳۔ مدرسہ نور العلوم مدھولیا، نول پراسی، ۴۔ مدرسہ دار الکتاب والسنہ، سورج پورہ،

۵۔ معہد القرآن الکریم، نرائن گڑھ، چتون ۶۔ مدرسۃ الحرمین کاٹھمانڈو

عن عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنہ قال:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری)

فہرست

مقدمہ حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ العالی	۶
پیش لفظ جناب مولانا مبارک حسین ندوی حفظہ اللہ	۹
عرض مرتب	۱۰
قرآن اور تفسیر قرآن	۱۲
سورۃ الفاتحہ	۱۵
سورۃ الناس	۱۸
سورۃ الفلق	۲۰
سورۃ الاخلاص	۲۲
سورۃ المسد	۲۴
سورۃ النصر	۲۶
سورۃ الکافرون	۲۸
سورۃ الکوثر	۳۰
سورۃ الماعون	۳۲
سورۃ قریش	۳۴
سورۃ الفیل	۳۶
سورۃ الھمزۃ	۳۸
سورۃ العصر	۴۰
سورۃ التکاثر	۴۲
سورۃ القارعۃ	۴۴

سورۃ العادیات	۴۶
سورۃ الزلزال	۴۸
سورۃ البینۃ	۵۰
سورۃ القدر	۵۳
سورۃ العلق	۵۵
سورۃ التین	۵۹
سورۃ الشرح	۶۱
سورۃ الضحیٰ	۶۳

مقدمہ

بقلم: جناب مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ العالی

(مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، مدیر البعث الاسلامی، لکھنؤ)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على محمد صلى الله عليه وعلىٰ آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان ودعا بدعوتهم إلى يوم الدين. أما بعد:

قرآن کریم اسلامی تعلیمات اور اسلامی ثقافت کا اولین سرچشمہ ہے، یہ کتاب ہدایت ہے، تمام عقائد اور تصورات اور اخلاقی قدریں اور پیمانے، اسی طرح عبادات اور اعمال وآداب، قوانین شریعت، طریقۂ زندگی اور اسلامی شعار، ان تمام حقائق کا بنیادی تعلق قرآن کریم سے ہے، یہ وہ صحیفۂ آسمانی ہے جو ناسخ ملل ومذاہب ہے، اسکے بعد نہ کسی کتاب یا صحیفے کی ضرورت ہے اور نہ کسی ایسے رہبر اصول کی احتیاج باقی رہتی ہے جس کے بغیر زندگی کامیابی اور سعادت سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔

قرآن کریم اپنی ہمہ گیر خصوصیت کی بنیاد پر، پوری انسانیت اور پوری دنیا کی ایک دائمی کتاب ہے: ان هو الا ذكر للعالمين (تکویر: ۲۶) پس یہ تو دنیا جہان والوں کے لئے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے۔ اسی طرح قرآن کی ہمہ گیری یہ بھی ہے کہ وہ صرف عقل یا صرف قلب کو مخاطب کرنے پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ وہ پورے انسانی وجود، اس کے وجدان کو، اسکے ضمیر کو، اسکی روح کو، اسکے جسم کو اسکے حواس کو اسی طرح مخاطب کرتا ہے جس طرح عقل اور قلب کو۔

قرآن کریم کی پہلی اور بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کلام الٰہی ہے، اور ہر طرح کے انسانی علم وتخیل کی آمیزش سے پاک اور منزہ ہے، حضرت جبرئیل علیہ السلام اسکے ناقل اور حضرت محمد ﷺ اسکے حامل وحافظ اور اسکے شارح ہیں۔

دوسری خصوصیت اس کا خلود ودوام ہے، یہ کسی خاص قوم یا نسل، یا زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے جو نبی آخرالزماں پر نازل ہوئی اور ہمیشہ کے لئے وہ قائم ودائم ہے، اور روشنی کا عظیم الشان مینار ہے، اللہ تعالی نے اسکی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے،" انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون"(حجر:۹) (اور ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں)۔

تیسری اہم خصوصیت اسکی ہمہ گیریت ہے، چنانچہ یہ ہر زمانے کی کتاب ہونے کے ساتھ دین اسلام کی ایک مکمل اور جامع کتاب ہے، اسکے سامنے نہ کسی کتاب کی کوئی ضرورت ہے اور نہ اس کا قائم رہنا ممکن ہے، یہ کتاب زمانے پر حاوی ہے، ہر مذہب اور امت کے لئے بالکل کافی وشافی ہے، اور مضامین کے لحاظ سے بھی ہمہ گیر ہے، انسانی ہدایت وضرورت کی کوئی بات یا مضمون نہیں ہے جو اس میں موجود نہ ہو، عقیدے سے لیکر معاشرہ کے حالات اور خاندان کے تعلقات تک اس کتاب میں بہ تفصیل موجود ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ایک حدیث میں آیا ہے کہ قرآن روئے زمین پر اللہ کا خوان نعمت ہے، تو اس سے خوب فیض اٹھاؤ۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ: جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے، اس کی مثال ترنج (خوشبودار پودہ) کی سی ہے، اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ، اور جو مؤمن قرآن نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں، مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو منافق قرآن شریف نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل کے پھل کی سی کہ مزہ کڑوا اور خوشبو کچھ نہیں، اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے، اس کی مثال خوشبودار پھول کی سی ہے کہ خوشبو عمدہ اور مزہ کڑوا۔ (نسائی ۔ ابن ماجہ)

قرآن کے سلسلے میں پہلی گذارش تو یہ ہے کہ ہمیں قرآن کریم کے مکمل حفظ کا

اہتمام کرنا چاہئے، اور اگر مکمل حفظ کا اہتمام مشکل ہو تو بقدر استطاعت ایک معتد بہ حصہ ضرور ہمارے سینوں میں محفوظ ہونا چاہیے، تاکہ اسکے نور اور اسکی برکت سے ہم ہر موقع پر رہنمائی حاصل کرسکیں، اس لئے کہ قرآن دراصل ایک عظیم الشان سرچشمۂ زندگی ہے، اسکی روانی اور شیرینی کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ ہم کتاب اللہ کی تلاوت کا اہتمام کریں اور غور وفکر کا کوئی گوشہ چھوڑے بغیر ہم اسکے معانی ومفاہیم، اسکی ہدایات وتعلیمات کو اور اسکے حقائق واسرار، اسکے لطائف ورموز کو ممکن حد تک سمجھنے کی پوری کوشش کریں، اس کے ساتھ قرآن کریم کی صحیح قرأت اور اصول تجوید کے مطابق اسکی تلاوت کا زبردست اہتمام کریں۔

میرے لئے انتہائی مسرت اور خوشی کی بات ہے کہ یہ رسالہ ''نور التفسیر'' ہمارے دار العلوم کے استاذ اور قرآن کریم سے شغف رکھنے والے محبّ عزیز مولانا محمد فرمان ندوی سلمہ اللہ تعالی نے مرتب کیا ہے، اور قرآن کریم کے آخری تین پارے کی ۲۳ر سورتوں کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر کی ہے، اور جا بجا ان کی فضیلت بھی بیان کیا ہے، اس طرح یہ رسالہ نہ صرف کم عمر نوجوانوں اور بچوں کے لئے مفید اور قرآن مجید سے لگاؤ پیدا کرنے کے لئے ایک تحفہ ہے، بلکہ تعلیم یافتہ طبقے کے لئے بھی اس میں ایک دینی غذا اور قرآنی لذت موجود ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرما کر سب کے لئے نافع بنادیں۔ (آمین)

راقم الحروف

سعید الرحمٰن الأعظمی ندوی

(مدیر البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

۱۴۳۵/۲/۳ھ

۲۰۱۳/۱۲/۷ء

پیش لفظ

از: مولانا مبارک حسین ندوی

ناظم مدرسہ نور العلوم، ملحقہ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين، أما بعد:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی عظیم کتاب ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو انسانیت کے لئے دستور بنا کر اتارا، یہ کتاب تا قیامت رہنے والی ہے، اس سے پہلے بھی کئی کتابیں اتاری گئیں، لیکن ان کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی گئی تھی، اسی وجہ سے وہ کتابیں اصلی شکل میں محفوظ نہیں ہیں، قرآن جب نازل ہوا تو اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی گئی، قرآن کریم میں ہے: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُون (ہم ہی نے اس کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں)۔

حفاظت قرآن کی متنوع صورتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاملین اسلام کو بتائی گئیں: قرأت، ترجمہ، تفسیر، نحو وصرف وغیرہ فنون کو اسکی حفاظت ہی کے لئے مدون کیا گیا۔

علمائے اسلام نے پورے قرآن کے متعدد ترجمے کئے ہیں، لیکن پیش نظر رسالہ ان سورتوں کے ترجمہ سے متعلق ہے جو نمازوں میں کثرت سے پڑھی جاتی ہیں، اگر مکتب یا ثانوی درجات کے طلباء نیز عوام الناس ان سورتوں کو ترجمہ کے ساتھ یاد کرلیں، تو نمازوں میں ان شاء اللہ لطف آنے لگے گا، اور قرآن کریم کے حوالہ سے جو کام کرنے کی توفیق ملے گی، اس میں ان کا کلیدی حصہ ہوگا۔

یہ رسالہ بقامت کہتر لیکن بقیمت بہتر کا عمدہ نمونہ ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول عام عطا فرمائیں، اور مرتب کو مزید توفیقات سے نوازیں۔

مبارک حسین ندوی

(۱/۱/۱۴۳۵ھ)

عرض مرتب

الحمد لله كفى و سلام على عباده الذين اصطفى أما بعد:

اللہ تعالی نے انسانی زندگی کو صحیح سمت سفر دینے کے لئے قرآن کو ایک رہنما کی حیثیت سے اتارا ہے، قرآن کریم ایک معجزہ ہے، جس کا ظاہر بھی معجزہ اور باطن بھی، الفاظ وترتیب بھی، اور معنی ومفہوم بھی، جس طرح حضرت موسی علیہ السلام کو لاٹھی معجزہ کے طور پر ملی تھی، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو یہ معجزہ دیا گیا، اور قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ برابر انسانیت کی دستگیری کرتا رہے گا۔

قرآن کریم عملی زندگی کی کتاب ہے، یہی وجہ ہے کہ علمائے امت نے اسکی تعلیمات کو عام کرنے کا بیڑا اٹھایا، ترجمہ وتفسیر کے ذریعہ اسکی باتوں کو عوام الناس تک پہونچایا، اس طرح فن تفسیر کا ایک عظیم کتب خانہ تیار ہو گیا، قرآن کریم کے بے شمار پہلوؤں پر کام ہوا ہے، اس کے باوجود اس کی جدت پر کہنگی کا اثر نہیں، اور نہ اس کے عجائبات ختم ہو رہے ہیں۔

زیر نظر رسالہ مکاتب اور ثانوی وحفظ درجات واسکولوں کے طلباء، اور عوام الناس کے لئے مرتب کیا گیا ہے، تاکہ ان چھوٹی چھوٹی سورتوں کے ترجمہ اور معنی ان کو معلوم ہوں، اور نماز ودیگر مواقع پر ان سے استفادہ کر سکیں، مدرسہ نور العلوم جو راقم الحروف کا مادر علمی ہے، نے نور التجوید، نور الحدیث، اور نور الدعاء کے نام سے طلبائے مدارس کے لئے کئی کتابیں تیار کرانے کا اہتمام کیا ہے، یہ رسالہ بھی اسی سلسلہ کی ایک

کڑی ہے، جو ''نورالتفسیر'' کے نام سے شائع ہو رہا ہے، کیونکہ اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ تفسیر میں اس طرح کا رسالہ مرتب کیا جائے۔

اللہ تعالی کی توفیق سے رمضان ۱۴۳۴ھ میں ان سورتوں کا درس دینے کا خوشگوار موقع ہاتھ آیا، عزیز مکرم محمد سعید خان کی اس سلسلہ میں خصوصی دلچسپی رہی، بحمد اللہ خال معظم جناب مولانا مبارک حسین ندوی زید مجدہ کی توجہ خاص سے اس رسالہ کو مرتب کیا گیا۔

اللہ تعالی اس رسالہ کو قبول فرمائیں، اور نفع عام کا ذریعہ بنائیں۔

محمد فرمان ندوی

استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

(۱ر محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ر نومبر ۲۰۱۳ء)

قرآن اور تفسیر قرآن

قرآن کی تعریف:

قرآن وہ کلام ہے جو حضرت جبریل امین علیہ السلام کے واسطہ سے حضرت محمد ﷺ پر ۲۳ سال میں نازل ہوا۔

تلاوت قرآن کی فضیلت:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے "إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرّاً وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُور"۔ (جو لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہمارے دیئے ہوئے مال کو خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی نفع بخش تجارت کررہے ہیں، جس میں گھاٹا نہیں) (سورۂ فاطر: ۲۹)

حدیث شریف میں آیا ہے: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قرآن پڑھا کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔

قرآن کریم کے نمایاں بنیادی حقوق:

۱۔تلاوت کرنا ۲۔حفظ کرنا ۳۔سمجھنا ۴۔عمل کرنا ۵۔اس کی دعوت دینا

تلاوت قرآن کے آداب :

۱۔قرآن کریم کا احترام کرنا

۲۔باوضو قرآن کریم پڑھنا

۳۔تجوید کے ساتھ پڑھنا

۴۔تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ و بسم اللہ پڑھنا

۵۔پڑھنے کے وقت غور سے سننا

۶۔تدبر، غور و فکر کے لئے آیتوں کو بار بار دہرانا

قرآن کریم کے بارے میں چند اہم معلومات:

قرآن کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیتیں یہ ہیں: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (٣) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (٥)

اور آخر میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے: وَاتَّقُوا يَوْماً تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ (بقرہ:۲۸۱)

مکی اور مدنی سورتوں کا مطلب:

جو سورتیں مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں، ان کو مکی سورت کہتے ہیں۔
اور جو مدینہ ہجرت کرنے کے بعد نازل ہوئیں، ان کو مدنی سورت کہتے ہیں۔

تدوین قرآن:

قرآن تین مرحلوں میں جمع کیا گیا:

۱۔ عہد رسالت میں لکھنے اور یاد کرنے کے اعتبار سے اس کو جمع کیا گیا۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک صحیفہ کی شکل میں جمع کیا گیا۔

۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تمام نسخوں سے ایک نسخہ تیار کیا گیا، اور قریش کی لغت پر اس کو عام کیا گیا۔

تفسیر کے معنی: قرآن کریم کے معنی بیان کرنا۔

قرآن کریم کے پانچ علوم:

۱۔ توحید، ۲۔ قانون، ۳۔ اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ، ۴۔ موت اور موت کے بعد کے حالات کا تذکرہ، ۵۔ گزشتہ قوموں کے واقعات کا تذکرہ۔

تفسیر کے لئے چند ضروری شرائط:

۱۔ الفاظ قرآن کے معنی جاننا

۲۔ ناسخ ومنسوخ کا علم

۳۔ شان نزول کا علم

۴۔ محکم ومتشابہ کا علم

قرآن کی تفسیر سب سے پہلے قرآن سے کی جائے گی، پھر حدیث شریف سے، پھر صحابہ کے اقوال سے، پھر تابعین کے اقوال سے، پھر متقدم عربوں کے کلام سے۔ (۱)

---

(۱) عربی داں افراد کے لئے راقم کا ایک رسالہ: الموجز فی أصول التفسیر کے نام سے ہے، اسی رسالہ کے چند مباحث کو محمد شعبان متعلم عالیہ ثالثہ، دار العلوم ندوۃ العلماء نے تلخیص کرکے اس میں شامل کرنے کا مشورہ دیا۔

الفاتحة

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ(١) الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ(٢) مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ(٣) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ(٤) اهدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ(٥) صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنعَمتَ عَلَيْهِمْ(٦) غَيْرِ المَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ(٧)

اصل تعریف اللہ کے لئے ہے، جو سارے جہاں کا پالن ہار ہے، بہت مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے ۔(اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھے راستہ پر چلا، ان لوگوں کے راستہ پر، جن پر تو نے انعام کیا ہے، ان لوگوں کے راستہ پر نہیں، جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور وہ گمراہ ہوئے۔

فضیلت واہمیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورت سکھاؤں، جس کے مرتبہ کی کوئی سورت نہ تو توریت میں نازل ہوئی، نہ انجیل میں، نہ زبور میں، اور نہ قرآن ہی میں، ابی بن کعبؓ نے عرض کیا کہ ضرور مجھے وہ سورت بتادیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نماز میں قرأت کس طرح کرتے ہو، ابی بن کعبؓ نے آپ ﷺ کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی کہ میں نماز میں یہ سورت پڑھتا ہوں اور اس طرح پڑھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے، توریت، انجیل، زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی، یہی وہ " السبع المثانی و القرآن العظیم" ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے، یعنی ہم نے تم کو سات آیتیں وظیفہ کے طور پر بار بار دہرائی جانے والی عطا کیں اور یہ سورت پورے قرآن کے مضامین پر حاوی ہے، اسی لئے اس کو ام القرآن کہا گیا ہے۔

امام قرطبیؒ نے فاتحہ کے بارہ نام گنائے ہیں:۔

١۔صلاۃ (نماز)،٢:الحمد (تعریف)،٣:فاتحۃ الکتاب (آغاز کتاب)، ٤:ام الکتاب (اصل کتاب)،٥:ام القرآن (اصل قرآن)،٦:السبع المثانی (بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں)،٧: رقیہ (آفتوں کو دور کرنے والی)،٨: شفاء (نسخہ شفاء)، ٩: اساس (بنیاد)، ١٠: وافیہ (ضرورت پوری کرنے والی)، ١١: کافیہ (کفایت کرنے والی)،١٢:القرآن العظیم (عظیم قرآن)

یہ سورہ خلاصہ مضامین قرآن ہے، کیونکہ قرآن میں پانچ علوم ہیں۔

شروع کی تین آیتوں میں توحید، ایک آیت میں قانونی اور عبادتی نظام ہے، آخر کی تین آیتوں میں التجا اور فریاد ہے ان میں تذکیر کے تینوں پہلو ہیں، نعمتوں کی یاد دہانی، آخرت کے حالات کی یاد دہانی، واقعات انبیاء کی یاد دہانی، اس سورت کے ذریعہ اللہ تعالی کو ایک ماننے، اس کی مکمل قدرت کو تسلیم کرنے کی تلقین کی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالی ساری کائنات کا مالک ہے، اس کا چلانے والا ہے، وہ دنیا میں ماننے والوں اور نہ ماننے والوں دونوں کو نوازتا ہے، لیکن آخرت میں اس کا انعام نیک بندوں کے ساتھ خاص ہوگا، قیامت ایک حقیقت ہے وہ ضرور آ کر رہے گی، اس کا سارا نظام اللہ کے علم میں ہے۔

عبادت کرنے اور مدد مانگنے کے لائق صرف اسی کی ذات ہے، اسی وجہ سے بندہ کو یہ دعا سکھائی گئی کہ اے اللہ! ہم کو سیدھی راہ کی رہنمائی فرما، انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کی راہ پر چلا، اور گمراہ قوموں یعنی یہود ونصاری کی طرح زندگی گزارنے سے ہماری حفاظت فرما۔

اس سورت میں مانگنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ کیسے اللہ سے مانگا جائے، پہلے تعریف کی جائے، پھر اسکے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کیا جائے، پھر اس سے مانگا جائے۔

غرض یہ سورت ایسی ہے، جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس میں ہر بیماری سے شفا ہے، یعنی اگر اسکو مریض یا کسی متاثر شخص پر پڑھ کر دم کیا جائے تو اس کا غیر معمولی اثر ہوتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک واقعہ میں سانپ کے کاٹے ہوئے شخص کو شفا ملنے کا ذکر آیا ہے، تو اس شفا یابی میں سورۂ فاتحہ کو پڑھ کر دم کرنے کا خاص طور پر ذکر ہے۔

سورة الناس

قُلُ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ(١) مَلِكِ النَّاسِ(٢) إِلَهِ النَّاسِ(٣)
مِن شَرِّ الُوَسُوَاسِ الُخَنَّاسِ(٤) الَّذِى يُوَسُوِسُ فِى صُدُورِ
النَّاسِ(٥)مِنَ الُجِنَّةِ وَ النَّاسِ(٦)

(اے محمد ﷺ !) آپ کہہ دیجئے، میں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ، اور انسانوں کے خدا کی پناہ چاہتا ہوں، پیچھے ہٹ جانے والے شیطان کے وسوسے کے شر سے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، جنات میں سے یا انسانوں میں سے۔

سورت کی فضیلت:

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں، وہ ایسی بے مثال ہیں کہ ان کے مثل نہ کبھی دیکھی گئیں اور نہ سنی گئیں، وہ قل اُعوذ برب الناس... ہے (مسلم شریف)

یہ سورت اس لحاظ سے بے مثال ہے کہ اس میں شروع سے آخر تک تعوذ ہے یعنی اللہ کی پناہ لی گئی ہے۔

تفسیر:

یہ سورت ہم کو اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ ہم ہر چیز میں اللہ تعالی کو قادر مطلق تسلیم کریں، وہی لوگوں کو پالنے والا، ان پر حکومت کرنے والا اور ان کی ساری ضروریات کا مالک ہے، انسان اگر اللہ تعالی کی ان صفات کو تسلیم کرے تو تکلیف دینے والی مخلوقات سے اس کی حفاظت ہوگی، چاہے شیطان ہو جو ہر وقت وسوسہ ڈالتا رہتا ہے، اور رب کا نام سن کر سکڑنے لگتا ہے، اور پیچھے ہٹتا ہے، یا انسانوں میں سے کوئی گمراہ کن فرد۔

سورۃ الفلق

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ(۱) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ(۲)وَمِنْ شَرِّ
غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ(۳) وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ(۴)وَمِنْ شَرِّ
حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (۵)

(اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ چاہتا ہوں ہر مخلوق کے شر سے، اور تاریک رات کے شر سے جب وہ چھا جاتی ہے، اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

فضیلت:

۱: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول ﷺ کے ساتھ جحفہ اور ابوا کے درمیان تھا (یہ دونوں مدینہ اور مکہ کے درمیان مشہور مقامات ہیں) اچانک سخت آندھی آگئی، اور سخت اندھیرا چھا گیا، رسول اللہ ﷺ یہ دونوں سورتیں (قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس) پڑھ کر اللہ سے پناہ مانگنے لگے۔ (سنن ابی داؤد)

۲: بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ کا معمول تھا کہ ہر رات کو جب آرام فرمانے کے لئے اپنے بستر پر

تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے، جس طرح دعا کے وقت ملاتے ہیں، پھر ہاتھوں پر پھونکتے، اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے، پھر جہاں تک ہوسکتا تھا اپنے جسم مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتے، سر مبارک اور چہرہ مبارک اور جسم اطہر کے سامنے کے حصے سے شروع فرماتے، (اس کے بعد باقی جسم پر جہاں تک آپ کے ہاتھ جاسکتے، وہاں تک پھیرتے) یہ تین دفعہ کرتے۔

تفسیر:

یہ سورت مکی ہے، ہر قسم کے شرور وفتن سے اس میں پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے، انسان جب اللہ تعالی کو حقیقی معبود سمجھتا ہے، تو ہر مسئلہ میں اسی کا سہارا لیتا ہے، یہ سورت بتاتی ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات ایسی ہے جو بندہ کے لئے جائے پناہ ہے، وہی مشکلات کو دور کرنے والی ہے، یہ مشکلات چاہے زمین وآسمان کی مخلوقات کی طرف سے ہوں یا رات کی تاریکی میں پائے جانے والے شر سے متعلق ہوں، سحر وجادو کا ان میں دخل ہو یا حسد کرنے والوں کے حسد کا اثر ہو، غرض ہر قسم کی پریشانیوں کو دور کرنے والی ذات اللہ تعالی کی ہے، اسی کی تعلیم دی گئی ہے، اور پانچوں آیتوں میں یہی مضامین دہرائے گئے ہیں، ایک دوسرے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ایک جامع دعا سکھائی ہے، وہ یہ ہے، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (اللہ تعالی کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ اگر اس کا نام لیا جائے تو زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے، اور اللہ تعالی خوب سننے والا اور جاننے والا ہے)۔

سورۃ الإخلاص

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (١) اللَّهُ الصَّمَدُ (٢) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (٣) وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ (٤)

(اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، (یعنی نہ وہ کسی کا باپ ہے، اور نہ کسی کا بیٹا) اور نہ اس کے برابر کا کوئی ہے۔

فضیلت:

۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو قل ھو اللہ اُحد پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے واجب ہوگئی میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ: کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: جنت۔

۲: حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھا جا سکتا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قل ھو اللہ اُحد تہائی قرآن کے برابر ہے، تو جس نے

رات میں ایک بار سورۂ اخلاص پڑھ لی، اس نے گویا تہائی قرآن پڑھ لیا۔

شانِ نزول :

مشرکین نے کہا کہ محمد ﷺ اپنے رب کا نسب نامہ بیان کرو، تو اللہ تعالی نے یہ سورت نازل کی۔

تفسیر:

اللہ تعالی اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ اول ہے، اس سے پہلے کسی کا وجود نہیں، وہ آخر ہے اس کے بعد کچھ نہیں، وہ اپنی ذات میں تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے، سارے بندے اس کے محتاج ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اول وآخر تمام انسان وجنات جمع ہو جائیں اور اللہ تعالی کو نقصان یا فائدہ پہنچانا چاہیں تو اس کی ملکیت میں ذرہ برابر تصرف نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالی نسلی اور خاندانی طور پر نہ بیٹا رکھتے ہیں نہ باپ، اور سارے جہان میں ان کا کوئی ہمسر نہیں۔

یہ سورت توحید کے مضامین پر مشتمل ہے، اور توحید ایک تہائی قرآن ہے، اس لئے یہ سورت ایک تہائی قرآن کی مانند ہے۔

سورۃ المسد

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (١) مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا
كَسَبَ (٢) سَيَصْلَى نَاراً ذَاتَ لَهَبٍ (٣) وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ
الْحَطَبِ (٤) فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ (٥)

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے، اور وہ برباد ہوا، اس کے کام نہ اس کا مال ہی آیا اور نہ اسکی کمائی، وہ یقیناً ایک شعلہ والی آگ میں داخل ہوگا، اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے، اسکے گلے میں خوب بٹی ہوئی رسی پڑی ہوگی۔

تفسیر:

ابولہب کا پورا نام: عبدالعزی بن عبدالمطلب تھا، اس کا چہرہ سرخ تھا، اس لئے اس کا نام ابولہب تھا، بیوی کا نام: ام جمیل اُروی بنت حرب تھا، جو ابوسفیان کی بہن تھی۔

ابولہب کو ہلاک کیا گیا تھا، کیونکہ وہ رسول ﷺ کا مخالف تھا، اس کی بیوی اس کی معاون تھی، بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ

کہتے ہیں کہ جب آیت "وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الأَقْرَبِيْنَ" نازل ہوئی تو حضور ﷺ صفا پر آئے اور یا صباحاہ (ہوشیار ہو جاؤ، ہوشیار ہو جاؤ) کہا، پھر کہا کہ اے بنی فلاں، اے بنی فلاں۔

اگر میں تم سے کہوں کہ ایک لشکر پہاڑ کے پیچھے ہے، وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا ہماری تصدیق کرو گے، لوگوں نے کہا کہ آپ تو سچے ہیں، ہم نے جھوٹ کا کبھی تجربہ نہیں کیا، تو فرمایا: میں تم کو ایک دردناک عذاب سے ڈرانے والا ہوں، ابولہب نے کہا: تَبًّا لَكَ، أَمَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا (أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا) (تمہارے لئے بربادی ہو، کیا اسی لئے ہم کو جمع کیا تھا) اور کھڑا ہوا، اور چلا گیا، چنانچہ یہ سورت نازل ہوئی۔

یہ سورت دشمنان اسلام کے لئے تازیانۂ عبرت ہے، ابولہب نے محمد ﷺ پر طنز کیا، اور ان کا مذاق اڑایا تو اللہ تعالی نے اس کو ملعون قرار دیا، اور اس سے متعلق ایک سورت نازل کی، جس میں کہا گیا ہے کہ ابولہب کی قسمت خراب ہوئی، اور وہ دنیا وآخرت میں برباد ہوا، اس بربادی سے اس کو نہ اس کا مال بچا سکا نہ اس کی کمائی، وہ جہنم کی آگ میں جلے گا، اس کی بیوی بھی اسی کے ساتھ ہوگی، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی راہوں میں کانٹے بچھاتی تھی، اس کے گلے میں دنیاوی ہار کے بدلے ایک موٹی رسی پڑی ہوگی۔

اس طرح جتنے بھی دشمنان اسلام ہیں، ان کے لئے اللہ رب العزت نے متنوع سزائیں تجویز کی ہیں، ہمیں شریعت کے سلسلہ میں باغیانہ تیور اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

سورة النصر

إِذَا جَاء نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (۱) وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجاً (۲) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابا(۳)

جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے، اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوتے ہوئے دیکھیں، تو آپ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے، اور اس سے مغفرت طلب کیجئے، یقیناً وہ تو توبہ قبول کرنے والا ہے۔

فضیلت واہمیت:

اس سورت کو سورۂ تودیع کہا جاتا ہے، یہ سورت مدنی ہے، فتح مکہ کا واقعہ اس میں ذکر کر کے آپ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس کے بعد آپ ﷺ ۸۰ دن زندہ رہے۔

ابو بکر بزار اور بیہقی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایام تشریق (ذی الحجہ) میں یہ سورت نازل ہوئی۔

تفسیر

سورہ کا ماحصل یہ ہے:۔

۱: ہر نعمت کا شکریہ ضروری ہے

۲: اللہ تعالی نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ کثرت سے نماز پڑھیں، تسبیح پڑھیں وغیرہ، تو امت اس کی زیادہ مستحق ہے۔

۳: اللہ کا دین اسلام ہی ہے۔

۴: اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ہے۔

سورۃ الکافرون

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (١) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ (٢) وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (٣) وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ (٤) وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (٥) لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (٦)

(اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو! میں عبادت نہیں کرتا اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم عبادت کرتے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں، نہ میں عبادت کرنے والا ہوں، اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اسکی جس کی میں عبادت کرتا ہوں، تمہارے لئے تمہارا بدلہ ہے، اور میرے لئے میرا بدلہ۔ (یعنی تم کو تمہارے شرک کا اور مجھ کو میری وحدانیت کے اقرار کا بدلہ ملے گا)

فضیلت واہمیت:

فروہ بن نوفل اپنے والد نوفلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز پڑھنے کو بتادیجئے، جس کو میں سوتے وقت بستر پر پڑھ لیا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: قل ایھا الکافرون پڑھ لیا کرو، اس میں شرک سے براءت ہے۔

شان نزول:

کافروں کا مطالبہ ہوا کہ ایک سال محمد ﷺ ان کے معبودوں کی پرستش کریں اور وہ ایک سال ان کے معبود کی پرستش کریں گے، تو یہ سورت نازل ہوئی، طبرانی اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ قریش نے رسول ﷺ کے سامنے کئی پیشکش کی، مال کی، شادی کی، اللہ کے رسول ﷺ نے کہا کہ مجھے اللہ کے فیصلہ کا انتظار ہے، چنانچہ یہ سورت نازل ہوئی۔

تفسیر:

اسلام میں توحید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، توحید سب سے بڑی عزت، شرف اور اعزاز ہے، اس کے مقابلہ میں شرک ہے، جو سب سے بڑی ذلت، پستی اور حقارت کا ذریعہ ہے، قرآن کریم میں ہے: جو شیطان کا منکر ہوگا، اور اللہ پر ایمان لائے گا، وہی مضبوط کڑے کو پکڑنے والا ہوگا، شرک کے حامل کی مثال قرآن میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جو شرک کرتا ہے، وہ ایسا ہے کہ آسمان سے زمین پر گرے تو چاہے پرندے اس کو کھائیں یا ہوا کے دوش پر اِدھر اُدھر جائے۔

یہی وجہ ہے کہ توحید اختیار کرنے والوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ شرک سے بہت دور رہیں، صرف اللہ کی عبادت کریں، اس سلسلہ میں ان کا موقف بہت سخت ہونا چاہئے کہ کوئی شخص ان کے ایمان کا سودا نہ کرنے پائے، جان جائے، لیکن ایمان نہ جائے، یہ ندا ہر ایک کی زبان پر ہونا چاہئے، اس سورت نے اسی دوٹوک اعلان کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے:

چاہے تن من جل جائے
سوزِ دروں پر آنچ نہ آئے

سورة الكوثر

إِنَّـا أَعْـطَيْـنَاكَ الْكَوْثَرَ (١) فَـصَـلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (٢) إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (٣)

(اے محمد ﷺ!) ہم ہی نے آپ کو حوض کوثر اور خیر کثیر (بہت کچھ) دیا ہے، اس لئے آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے، بیشک آپ کا دشمن ہی ایسا ہے جس کا کوئی نام لیوا نہ رہے گا۔

تفسیر:

اس کا دوسرا نام سورۂ نحر ہے، کوثر کے معنی خیر کثیر یعنی بہت زیادہ بھلائی کے ہیں، اور ایک معنی حوض کوثر کے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو مشرکین نے طعنہ دینا شروع کیا کہ محمد ﷺ کا دین بہت زیادہ دن تک نہیں چل سکتا، اس کے جواب میں اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرمائی کہ اے محمد ﷺ! ہم نے آپ کو دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیاں عطا کی ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے پانچ چیزیں ایسی دی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملی ۱۔رعب دیا جانا، ۲۔زمین کو پاک قرار دینا اور سجدہ گاہ بنایا جانا، ۳۔مال غنیمت کا حلال ہونا، ۴۔شفاعت کا مستحق ہونا، ۵۔عالمی نبی ہونا۔

ان نعمتوں کا شکرانہ یہ ہے کہ آپ اللہ تعالی کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے، یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے، چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ رسول پاک ﷺ کی دینی اور ایمانی نسل حتی کہ نسبی اور خاندانی نسل خوب پھلی پھولی، اور دشمنوں کی نسل کو جڑ سے کاٹ دیا گیا۔

سورة الماعون

أَرَأَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ (١) فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ
الْيَتِيْمَ (٢) وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (٣) فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ
(٤) الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (٥) الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاؤُوْنَ (٦)
وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (٧)

(اے مخاطب!) کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے، پھر یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا، ان نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے، جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو دکھاوا کرتے ہیں، اور معمولی چیز بھی (راہ خدا میں) نہیں دیتے۔

تفسیر:

دین اسلام اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کا مجموعہ ہے، اس سورت میں دونوں حقوق مختصر انداز میں بیان کئے گئے ہیں، قیامت کو جھٹلانا، نماز اخلاص سے نہ پڑھنا، بلکہ بعض وقت اس سے غفلت برتنا، اور زکوۃ بالکل نہ دینا اللہ کے حقوق میں کوتاہی ہے، یتیموں کو دھکے دینا، فقراء کو بے دیئے واپس کر دینا، بندوں کے حقوق میں کوتاہی ہے، یہی دونوں حقوق ہیں، جن کو ادا کر کے انسان اللہ کا ولی بن سکتا ہے۔

ایک غلط رجحان معاشرے میں یہ پیدا ہو گیا ہے کہ دینی تعلیمات پر عمل کرنے میں نقصان اور خسارہ ہے، یا کم سے کم کوئی فائدہ اور نفع نہیں، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی مثال وہی ہے جو حضرت حلیمہ سعدیہ کے قصہ میں ہے، وہ جب مکہ مکرمہ شیر خوار بچوں کو تلاش کرنے اپنی سہیلیوں کے ساتھ آئیں تھیں، تو ان کی سہیلیوں کو بچے مل گئے، لیکن ان کو کوئی بچہ نہیں ملا، مجبور ہو کر انہوں نے محمد بن عبداللہ ﷺ کو لیا، وہ خود سوچ رہی تھیں کہ اس یتیم بچہ سے ہم کو کچھ نفع نہیں ہوگا، لیکن اس بچہ کو گود لیتے ہی خیر و برکت کے دروازے کھل گئے، ان کی قسمت جاگ اٹھی، ان کی اونٹنی تیز چلنے لگی، اس کے تھنوں میں کثرت سے دودھ آنے لگا، بالکل اسی طرح یہ سمجھا جا رہا ہے کہ دین اسلام کے اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، لیکن اگر اس کو اختیار کیا جائے گا تو بے شمار برکتوں کا نزول ہوگا اور انسان کی جھولی بھر جائے گی۔

سورۃ قریش

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ (١) إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (٢)
فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ (٣) الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم
مِّنْ خَوْفٍ (٤)

قریش کے جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس ہونے کی وجہ سے یہ چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں، جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر سے امن دیا۔

تفسیر:

قریش کی روزی کا مدار ان کی تجارت تھی، دو مرتبہ ان کا تجارتی قافلہ باہر جاتا، سردیوں میں یمن جو گرم علاقہ تھا، اور گرمیوں میں شام کی طرف جو ٹھنڈا علاقہ تھا، اس کے ذریعہ ان کی روزی کا انتظام ہوتا تھا، اللہ تعالی فرمارہا ہے کہ اس عظیم نعمت کا شکرانہ یہی ہے کہ وہ رب کعبہ کی عبادت کریں، اسی کے سامنے سر جھکائیں، شرک سے توبہ کریں، اور بتوں کی پرستش سے اپنے کو آزاد کرلیں۔

اللہ تعالی نے قریش کو دو خصوصی انعامات سے نوازا، یعنی تجارت اور سفر کے ذریعہ سے ان کو روزی دی، اور عرب میں چونکہ قتل وغارت گری عام تھی، لیکن قریش کو حرم مکہ کی وجہ سے جو احترام حاصل تھا اسکی وجہ سے وہ خوف وخطر سے محفوظ تھے۔

سورة الفيل

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (١) أَلَمْ يَجْعَلْ
كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ (٢) وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْراً أَبَابِيلَ (٣) تَرْمِيهِم
بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ (٤) فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ (٥)

کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا، کیا اس نے ان کے مکر کو بیکار نہیں کر دیا، اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے، جو انہیں مٹی کی کنکریاں مار رہے تھے، پھر اللہ نے ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔

تفسیر:

یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، اس کا پس منظر یہ ذکر کیا جاتا ہے، کہ یمن کے بادشاہ ابرہہ نے خانۂ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کا قصد کیا، بڑا لشکر اس کے ساتھ تھا، خانۂ کعبہ اللہ رب العزت کا روئے زمین پر پہلا گھر ہے، اللہ تعالی نے اس کو لوگوں کی بقاء کا ذریعہ بنایا ہے، چنانچہ جب ابرہہ اس کی طرف بڑھا تو اللہ تعالی نے پرندوں کے جھنڈ کو چھوٹی چھوٹی کنکریاں چونچ میں لیکر ابرہہ کے لشکر پر پھینکنے پر مأمور کیا، یہ کنکریاں اگرچہ چنے اور دال کی مانند تھیں، لیکن یہ جس پر پڑتی تھیں، اس کو ہلاک کر دیتی تھیں، ابرہہ کا لشکر الٹے پاؤں گرتے پڑتے اور ہلاک ہوتے ہوئے بھاگا، خود ابرہہ کے جسم میں زخم کاری لگا تھا، اس کی انگلیوں کے پور کٹ کٹ کر گر رہے تھے، خون اور پیپ ان سے جاری تھے، وہ یمن پہنچا تو چوزہ کی طرح ہو گیا تھا، اچانک اس کا سینہ پھٹا اور اس نے دم توڑ دیا۔ (سیرت ابن ہشام)

اسی واقعہ کو اللہ تعالی نے اس سورت میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اس سے یہ پیغام ملتا ہے کہ جو بھی اللہ کے خلاف جنگ کرے گا، اللہ تعالی اس کو ہلاک کر دے گا۔

سورہ الھمزہ

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (١) الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ (٢)
يَحۡسَبُ أَنَّ مَالَهٗۤ أَخۡلَدَهٗ (٣) كَلَّا لَيُنۡبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ (٤) وَمَا
أَدۡرَاكَ مَا الۡحُطَمَةُ (٥) نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ (٦) الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى
الۡأَفۡئِدَةِ (٧) إِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ (٨) فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (٩)

بڑی خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے، عیب جوئی کرنے والے کے لئے، جو مال کو جمع کرتا اور اسے گنتا رہتا ہے، وہ گمان کرتا ہے کہ اسکا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا، ہرگز نہیں، وہ ضرور حطمہ میں پھینک دیا جائے گا، اور معلوم بھی ہے کہ حطمہ کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک جا پہونچے گی۔ بیشک وہ (دوزخ) ان پر بند کردی جائے گی، اور وہ لمبے ستونوں میں بندھے ہوں گے۔

تفسیر:

یہ سورت مکہ مکرمہ میں اتری، اس کا نام ہمزہ ہے، جس کے معنی پیٹھ پیچھے عیب نکالنے والے کے ہیں، اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کو ہلاکت سے آگاہ کیا ہے، جو عیب جوئی کرتے ہیں، اور طعنہ دیتے ہیں، اور مال کو جمع کر کے رکھتے ہیں، عام طور پر مال جمع کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا مال ہمیشہ باقی رہے گا، درحقیقت ان کا یہ سوچنا غلط فہمی پر مبنی ہے، انسان دنیا سے جب جاتا ہے، تو تین چیزیں اس کے ساتھ جاتی ہیں، مال، رشتہ دار، اور عمل، دو قبرستان سے واپس آجاتے ہیں، اور عمل ہی انسان کے کام آتا ہے، اسی بات کو اللہ تعالی نے بیان کیا کہ مال اسی وقت نفع دے گا جب اس کی زکوۃ دی جائے گی، ورنہ یہ مال جہنم میں پھینک دیا جائے گا، جہنم کی آگ ایسی ہے جس کے شعلے بہت بلندیوں تک اٹھتے ہیں، جو دلوں پر خاص اثر انداز ہوتی ہے، لوگوں کو بڑے بڑے ستونوں والے دروازے میں بند کر دیا جائے گا، جس میں وہ جلتے اور تڑپتے رہیں گے۔

سورۃ العصر

وَالْعَصْرِ(۱) إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ (۲) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (۳)

قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بڑے گھاٹے میں ہیں، مگر وہ لوگ نہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے اور حق کی ایک دوسرے کو تلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔

تفسیر:

یہ قرآن کریم کی جامع ترین سورت ہے،حضرت امام شافعیؒ فرماتے تھے:
اگر قرآن مجید میں سے کوئی چیز سوائے والعصر کے نازل نہ ہوتی تب بھی یہ کافی تھی،ایک روایت میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب ملتے تھے اور دیر تک ساتھ رہتے تھے،تو جدا ہونے سے پہلے والعصر سنا دیا کرتے تھے۔

اس سورت میں زمانہ کی قسم کھائی گئی ہے،یعنی زمانہ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے مقصد تخلیق کو نہیں پہچانا وہ ہمیشہ گھاٹے میں رہے،قوم نوح،قوم ہود،قوم صالح، قوم ابراہیم،قوم لوط،قوم موسی وعیسی میں جن لوگوں نے نبیوں کے بھیجے جانے کا مقصد نہیں سمجھا،اور اللہ تعالی ان سے کیا چاہتا ہے،اس کو نہیں جانا،تو ان کو ہلاک کیا گیا،کسی کو پانی میں غرق کیا گیا،کسی پر باد صرصر بھیجی گئی،کسی کو سخت آواز نے ہلاک کر دیا،کسی پر بے توفیقی کی مار پڑی،کسی کی بستی کو پلٹ دیا گیا،اور کسی کو ملعون اور غضب کا مستحق ٹھہرایا گیا،یہ وہ حقائق ہیں،جن کو پیش نظر رکھ کر قرآن کہتا ہے کہ تمام انسان بڑے خسارے میں ہیں۔

مگر جن لوگوں نے ایمان قبول کیا،اور اسی کے مطابق نیک کام بھی کیے،اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی،صبر کا مزاج بھی عام کیا،یعنی بھلائی کی تبلیغ کی اور اس راہ میں پیش آنے والی مصیبتوں پر صبر کیا،ایسے ہی لوگ گھاٹے اور خسارے سے نکلے، اور جنت ان کے استقبال کے لئے بار بار سجائی اور سنواری گئی،قرآن کریم میں آیا ہے،إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا،خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا (سورۃ الکہف:۱۰۷،۱۰۸)

سورة التكاثر

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (١) حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (٢) كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (٣) ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (٤) كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ (٥) لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ (٦) ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ (٧) ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (٨)

مال ودولت اور دیگر چیزوں کی چاہت نے تمہیں غافل کردیا، یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے، ہرگز نہیں، (جس چاہت میں تم پڑے ہو یہ صحیح نہیں ہے) تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا، ہاں تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا، ہاں کاش، اگر تم یقینی طور پر جان لو، تو تم اس چاہت میں ہرگز نہ پڑو، بیشک تم جہنم دیکھ کر رہو گے، پھر تم یقین کی آنکھوں سے دیکھو گے، پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور ہر نعمت کا سوال ہوگا۔

تفسیر:

یہ سورت سورۂ تکاثر ہے،اس میں آٹھ آیتیں ہیں، یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی،اس میں اللہ تعالی نے یہ بتایا ہے کہ انسان ہائے مال ہائے مال کہتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ قبر کے گڑھے تک پہنچ جاتا ہے، پھر اس کو احساس ہوتا ہے کہ اس نے دنیا میں غلط کاموں میں اپنا وقت صرف کیا، اللہ تعالی فرمارہا ہے کہ اے انسان! جس دنیا داری میں تم لگے ہوئے ہو، وہ صحیح نہیں ہے، تم اپنی غفلت کا انجام دیکھو گے، اور یقین کی آنکھوں سے دیکھو گے، اور تم سے دنیا کی تمام نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

مال کمانا کوئی معیوب نہیں ہے، بلکہ مستحسن ہے، اور عبادت کا کام ہے، قرآن میں آیا ہے کہ جب اللہ کے حقوق سے فارغ ہو تو تلاش معاش میں لگ جاؤ، اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو، ایک حدیث میں آیا ہے، مال کمانے والا اللہ کا محبوب ہے، جو چیز مال کے سلسلہ میں بری ہے، وہ یہ ہے کہ انسان دنیا کا حریص بن جائے، ہر وقت اسی فکر کو اپنے ذہن پر سوار رکھے، فرائض سے بھی غفلت برتے، اور حرام وحلال کی تمیز اس کے پاس نہ ہو، یہ بات قابل گرفت ہے، اور اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ۔

یہ مرض انسان کے ذہن کو اس قدر مفلوج کر دیتا ہے کہ وہ اللہ کے احکامات سے غافل ہوتا ہے، جو نعمتیں اسے اللہ تعالی کی طرف سے ملی ہیں، ان کی ناقدری کرتا ہے، اسی وجہ سے اس سورت میں آگاہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن محاسبہ کریں گے، اور سخت محاسبہ کریں گے۔

سورة القارعة

الْقَارِعَةُ (١) مَا الْقَارِعَةُ (٢) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ (٣)
يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ (٤) وَتَكُونُ الْجِبَالُ
كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ (٥) فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُه (٦) فَهُوَ فِي
عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ (٧) وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُه (٨) فَأُمُّهُ هَاوِيَة (٩) وَمَا
أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ (١٠) نَارٌ حَامِيَةٌ (١١)

کھڑکھڑانے والی، تمہیں کیا معلوم کہ وہ کھڑکھڑا دینے والی کیا ہے، جس دن انسان بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے، اور پہاڑ دھنے ہوئے رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے، پھر جس کا پلہ بھاری ہوگا وہ خاطر خواہ آرام کی زندگی میں ہوگا، اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا، اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا، تجھے کیا معلوم ہاویہ کیا ہے؟ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

تفسیر:

ایک مسلمان جن چیزوں پر ایمان رکھتا ہے، ان میں قیامت بھی ہے، قیامت آئے گی وہ برحق ہے، اس دن ہر شخص کو اپنے کئے کا حساب دینا پڑے گا، حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے سے اس کا آغاز ہوگا، اور جنت اور جہنم میں داخلے پر ختم ہوگا، قرآن میں قیامت کے بہت سے نام آے ہیں، ان میں سب سے پہلا نام سورہ فاتحہ میں ہے، یوم الدین یعنی جزاء کا دن، یہ عمومی جزاء اور ربانی عدالت کا دن ہوگا، اور آخری نام القارعۃ ہے، جس کے معنی ہیں کھڑکھڑانے والی چیز۔

اس سورت میں قیامت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس دن انسان بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے، اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح، ہر انسان کو اس کے عمل کا بدلہ ملے گا، اچھے لوگوں کو جنت ملے گی، برے لوگوں کو جہنم، اور جہنم میں بھی آخری درجہ ''ھاویہ'' یعنی بھڑکتی ہوئی آگ۔

سورة العاديات

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحاً (١) فَالْمُورِيَاتِ قَدْحاً (٢)
فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحاً (٣) فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعاً (٤) فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعاً (٥)
إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ (٦) وَإِنَّهُ عَلَى ذَلِكَ لَشَهِيدٌ (٧) وَإِنَّهُ
لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (٨) أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ (٩)
وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ (١٠) إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ (١١)

ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم، پھر ٹاپ مار کر آگ نکالنے والوں کی قسم، پھر صبح کے وقت حملہ کرنے والے گھوڑوں کی قسم، اس وقت وہ غبار اڑاتے ہیں، پھر اسی کے ساتھ فوج کے درمیان گھس جاتے ہیں، بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے، وہ خود بھی اس پر گواہ ہے، وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے، کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں، جب قبروں سے مردے زندہ کئے جائیں گے، اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کردی جائیں گی، یقیناً ان کا پروردگار اس روز ان کے حال سے پورا باخبر ہوگا۔

تفسیر:

یہ سورۂ عادیات ہے، اس میں گیارہ آیتیں ہیں، اللہ تعالی نے اس میں گھوڑوں کی قسم کھائی ہے، ہماری اور اللہ کی قسم میں فرق یہ ہے کہ ہم تعظیم کے لئے قسم کھاتے ہیں، اسی لئے حدیث میں منع کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھائیں، اور اللہ کی قسم اس حقیقت کے اظہار کے لئے ہوتی ہے کہ جن چیزوں کی اللہ قسم کھا رہا ہے وہ اس کو معبود حقیقی مان رہی ہیں، رب تسلیم کر رہی ہیں، اور جس کام پر اس نے لگا دیا ہے اس کو ادا کر رہی ہیں، یہاں اللہ تعالی نے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑے اللہ رب العزت کی پیدا کردہ مخلوق ہیں، وہ نہ اللہ کی ناشکری کرتے ہیں، اور نہ اس کے بنائے ہوئے نظام سے انحراف کرتے ہیں، بلکہ ہر آن اللہ رب العزت کی تقدیس میں لگے رہتے ہیں۔

یہ سورت گھوڑوں کی مثال سے اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ انسان کو اپنے مالک کا شکر گزار ہونا چاہئے، اس کے احکامات سے انحراف نہیں کرنا چاہئے، کیا انسان نہیں جانتا کہ اسے قبروں سے نکال کر اللہ کے سامنے حاضر کیا جائے گا، اور اس کے سینے کے پوشیدہ راز کھول دیئے جائیں گے، اللہ تعالی اس کے ہر ہر عمل سے خوب واقف ہے۔

سورۃ الزلزال

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (١) وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ
أَثْقَالَهَا (٢) وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا (٣) يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ
أَخْبَارَهَا (٤) بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا (٥) يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتاً
لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ (٦) فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ (٧) وَمَن
يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَهُ (٨)

جب زمین پوری طرح جھنجھوڑ دی جائے گی، اور اپنے بوجھ باہر نکال دے گی، اور انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس دن زمین اپنی خبریں بیان کر دے گی، یہ اس لئے کہ آپ کے پروردگار نے اسے حکم دیا ہے، اس دن لوگ جماعت در جماعت واپس ہو رہے ہوں گے کہ اپنے اعمال کو دیکھیں، تو جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بھی بدی کی ہوگی اس کو دیکھ لے گا۔

تفسیر:

جب قیامت قائم ہوگی تو عجیب وغریب منظر ہوگا، سخت زلزلہ آئے گا، زمین ہلا دی جائے گی، پہاڑ ٹوٹ جائیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے بے نور ہوجائیں گے، پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا، لوگ قبروں سے نکالے جائیں گے، انسان حیران ہوکر کہے گا کہ یہ کیا ہورہا ہے، زمین خود گواہی دے گی کہ فلاں انسان نے میرے اوپر فلاں گناہ کیا۔

لوگ اس دن میدان حشر کی طرف جماعت در جماعت جائیں گے، بعض کے چہرے روشن اور سفید ہوں گے، اور بعض کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی، جو بھی اچھا کام دنیا میں کیا ہوگا تو اس کا بدلہ پائے گا، اور جو برا کام کیا ہوگا، وہ اس کی سزا پائے گا۔

سورة البينة

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ
مُنفَكِّينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (١) رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفاً
مُّطَهَّرَةً (٢)فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (٣) وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ(٤)وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ
مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ
دِينُ الْقَيِّمَةِ(٥)إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ
فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ(٦) إِنَّ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (٧) جَزَاؤُهُمْ
عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
أَبَداً رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ(٨)

اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنھوں نے کفر کیا وہ باز آنے والے نہیں تھے، یہاں تک کہ ان کے پاس روشن دلیل آجائے، وہ دلیل یہ تھی کہ اللہ تعالی کے پیغمبر جو پاک صحیفوں کی تلاوت کرتے ہیں جن میں صحیح اور درست احکام ہیں، اہل

کتاب دلیل کے واضح ہونے کے بعد بھی اختلاف میں پڑ کر متفرق ہو گئے، حالانکہ انہیں حکم بس یہی ملا تھا کہ اللہ تعالی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں یکسو ہو کر، اور نماز کی پابندی رکھیں، اور زکوۃ دیا کریں، اور یہی طریقہ ہے دین صحیح کا، بیشک جو لوگ کافر ہوئے اہل کتاب و مشرکین میں سے وہ دوزخ کی آگ میں جائیں گے، جس میں ہمیشہ رہیں گے، یہی لوگ تو بدترین مخلوق ہیں، بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے، یہی لوگ بہترین مخلوق ہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس دائمی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، وہ ہمیشہ ہمیش ان میں رہیں گے، اللہ تعالی ان سے خوش رہیں گے، اور وہ اللہ تعالی سے خوش رہیں گے، یہ بدلہ ہے اس کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔

تفسیر:

یہ سورت مدنی ہے، اس میں آٹھ آیتیں ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا: اہل کتاب ہوں یا مشرکین ہمیشہ سے ان کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ جب تک وہ ظاہری دلیل نہ دیکھ لیں ایمان نہیں لائیں گے، اللہ تعالی نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا، ان کے ساتھ کتاب اتاری، لیکن ان حقائق کے آنے کے بعد انہوں نے انحراف کیا، اور اپنی سابقہ روش پر قائم رہے، جب کہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اخلاص کے ساتھ، نماز قائم کریں، اور زکوۃ دیں۔

یقیناً جنہوں نے اللہ کی بات نہیں مانی، چاہے وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک، جہنم میں ہوں گے، یہ بدترین مخلوق ہیں، اور جو ایمان اور عمل صالح پر گامزن رہے وہ بہترین مخلوق ہیں، اللہ تعالی ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ ہمیشہ ہمیش ان میں رہیں گے، وہ اللہ سے خوش ہوں گے، اور اللہ ان سے خوش ہوگا، یہ بدلہ ہے اللہ سے ڈرنے والوں کا۔

سورة ليلة القدر

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (١) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (٢)
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (٣) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا
بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ (٤) سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (٥)

یقیناً ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا، اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس میں فرشتے اور جبریل امین اپنے رب کے حکم سے ہر معاملہ کے لئے اترتے ہیں، یہ رات سلامتی ہی سلامتی ہے، طلوع فجر تک رہتی ہے۔

تفسیر:

قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، جو انسانوں کی رہنمائی کے لئے رسول اللہ ﷺ پر اتارا گیا، اللہ تعالی نے اس کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر شب قدر میں اتارا، شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے، اور غالب امکان ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے، اس رات میں جبریل امین علیہ السلام اور دیگر فرشتے سال بھر کے کاموں کا نظام لے کر اترتے ہیں، اور یہ رات سلامتی ہی سلامتی ہے، اور طلوع فجر تک رہتی ہے، اس مبارک رات میں اللہ تعالی نے قرآن کریم کو نازل کیا، یہ اس کی فضیلت اور برتری میں مزید اضافہ کا باعث ہوا، ویسے تمام آسمانی کتابیں اللہ تعالی نے رمضان ہی میں نازل کی ہیں، چاہے تورات ہو، یا انجیل ہو، یا زبور۔

سورة العلق

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ
(٢) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (٣) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الْإِنسَانَ
مَا لَمْ يَعْلَمْ (٥) كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَى (٦) أَن رَّآهُ اسْتَغْنَى (٧)
إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى (٨) أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى (٩) عَبْداً إِذَا صَلَّى
(١٠) أَرَأَيْتَ إِن كَانَ عَلَى الْهُدَى (١١) أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى (١٢)
أَرَأَيْتَ إِن كَذَّبَ وَتَوَلَّى (١٣) أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى (١٤) كَلَّا
لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعاً بِالنَّاصِيَةِ (١٥) نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ
خَاطِئَةٍ (١٦) فَلْيَدْعُ نَادِيَه (١٧) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨) كَلَّا لَا
تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (١٩)

پڑھئے اپنے رب کے نام سے، جس نے سب کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، آپ پڑھئے، آپ کا رب بڑی عزت والا ہے، جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی، اور انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا، یقیناً انسان سرکش ہوجاتا ہے، اس وجہ سے کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے، اے انسان!

بیشک تم کو اپنے رب کی طرف آنا ہے، کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو خاص بندہ (محمد ﷺ) کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ اگر راہ یاب ہو یا تقویٰ کی بات کر رہا ہو، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ اگر جھٹلا رہا ہو اور اعراض کر رہا ہو، کیا اسے نہیں معلوم کہ اللہ دیکھ رہا ہے، یقیناً اگر یہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے، ایسی پیشانی جو جھوٹی اور خطا کار ہے، تو یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے، ہم بھی دوزخ کے سپاہیوں کو بلاتے ہیں، خبردار، آپ اسکا کہانہ مانئے اور سجدہ کیجئے اور قرب حاصل کیجئے۔

تفسیر:

یہ سورت مکی ہے، اس کی ابتدائی پانچ آیتیں سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں، رسول اللہ ﷺ غار حراء کی تنہائی میں تھے کہ جبریل امین آئے اور کہا کہ پڑھیئے، آپ ﷺ نے کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، انہوں نے زور سے دبایا اور کہا کہ پڑھیئے، آپ نے پھر وہی جواب دیا، اس طرح تین بار یہ عمل ہوا، اس کے بعد یہ آیتیں سکھائیں۔

ان آیتوں میں علم کو اللہ کے نام کے ساتھ جوڑ کر حاصل کرنے کی بات کہی گئی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جو علم اللہ کے نام کے ساتھ جوڑ کر نہ حاصل کیا جائے وہ جہالت در جہالت ہے، پہلی وحی میں علم پر زور دیا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو جو دور ملا ہے، وہ علم کا دور ہوگا، ثقافت کا دور ہوگا، ایک سچا انسان بغیر علم کے ناقص ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر واجب ہے، علم قلم کے ذریعہ بھی حاصل کیا جاتا ہے، اس کی بھی فضیلت بیان کی گئی، اور قلم سے جو بات لکھ دی جاتی ہے وہ عرصہ تک کے لئے محفوظ ہو جاتی ہے، قلم ہی کی وجہ سے بہت سے ذخیرے ابھی تک محفوظ ہیں، اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس کے ذریعہ مخلوقات کی تقدیر لکھی۔

انسان خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا گیا ہے، اور اس کو اللہ تعالی نے ایسی باتیں سکھائیں جو اس کے علم میں نہیں تھیں، لیکن یہی انسان سرکش ہو جاتا ہے، اپنے کو مستغنی سمجھتا ہے، اسے یہ نہیں معلوم کہ اسے اللہ تعالی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اور اس انسان کی جرأت اس حد تک پہنچتی ہے کہ وہ خیر کے دروازوں کو بند کرنا چاہتا

ہے، اور جو شخص حق اور ہدایت پر ہو اس کو جھٹلاتا ہے، اللہ تعالی کو اس کے تمام اعمال کی خبر ہے، اگر یہ اپنی سرکشی سے باز نہیں آیا تو اللہ تعالی اس کو سخت سزا دیں گے، قیامت میں فرشتوں کے ذریعہ سے اس کو ذلیل ورسوا کریں گے، اس وقت اس کے کام نہ اس کا مال آئے گا اور نہ اس کا جاہ۔

اس سرکشی سے نکلنے کا صرف ایک راستہ ہے کہ انسان اللہ کی مرضیات پر چلنے لگے، اس کی خوشنودی کو پیش نظر رکھے، اس کے دربار میں سجدہ ریز ہو، اور قربت الٰہی سے سرفراز ہو، حدیث میں آیا ہے کہ سجدہ میں انسان اللہ تعالی کے زیادہ قریب ہوتا ہے، تو اس میں اپنی مراد اللہ کے سامنے رکھنی چاہیے۔

سورۃ التین

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ (١)وَطُورِ سِينِينَ (٢) وَهَذَا الْبَلَدِ
الْأَمِينِ(٣) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (٤) ثُمَّ رَدَدْنَاهُ
أَسْفَلَ سَافِلِينَ(٥) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ
غَيْرُ مَمْنُونٍ (٦) فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ (٧)أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ
الْحَاكِمِينَ (٨)

قسم ہے انجیر اور زیتون کی ،اور طور سینا کی ،اور اس امن والے شہر کی ، بیشک ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا، پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا، (یعنی اس کے برے اعمال کی وجہ سے اس کو پست کر دیا) لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کیئے تو ان کے لئے نا ختم ہونے والا اجر ہے،تو اے انسان! تجھے قیامت کے دن کے جھٹلانے پر کون سی چیز آمادہ کر رہی ہے، کیا اللہ تعالی سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟!۔

تفسیر:

سورۂ تین مکی ہے، اس میں آٹھ آیتیں ہیں، اللہ تعالی نے انجیر، زیتون، طور سینا اور مکہ مکرمہ کی قسم کے بعد فرمایا کہ انسان کو ہم نے بہترین صورت میں پیدا کیا ہے، اگر وہ اپنے صحیح وسالم اعضاء کو جائز کاموں میں استعمال نہیں کرتا تو قعر مذلت میں چلا جاتا ہے، لیکن ایمان اور عمل صالح کرنے والے کامیاب ہیں، کیونکہ وہ نعمتوں کی قدر کرتے ہیں، مواقع کو غنیمت جانتے ہیں، ان کو ہم بہت زیادہ ثواب سے نوازیں گے۔

اے انسان! تمام دلائل کے آجانے بعد اور نعمتوں سے سرفراز ہونے کے بعد پھر کیوں تم قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہو، کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالی تمام حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے۔

سورة الشرح

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (١)وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ (٢)
الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ (٣) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (٤) فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ
يُسْراً (٥) إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً(٦) فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ (٧)
وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبْ (٨)

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ نہیں کھول دیا، اور آپ سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا، جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی، اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا، تو یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے، یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے، تو آپ جب فارغ ہوئے تو عبادت میں لگ جایئے، اور اپنے پروردگار ہی کی طرف متوجہ رہیے۔

تفسیر:

سورۂ الم نشرح مکی سورت ہے، اس میں آٹھ آیتیں ہیں، اس سورت میں تین باتیں خاص طور پر ذکر کی گئی ہیں۔

۱۔ سینہ کھولنا: یعنی سینوں کو منور کرنا، اس میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ جب بہت چھوٹے تھے اور بنو سعد میں حلیمہ سعدیہ کی بکریاں چرا رہے تھے تو سفید لباس میں دو فرشتے آئے اور آپ کا سینہ چاک کیا، اور دل کو پاک وصاف کر کے بند کر دیا، اور یہی عمل معراج کے موقع پر بھی ہوا۔

۲۔ بوجھ کا ہٹانا: نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد آپ ﷺ قوم کی فکر اور اصلاح میں گھلے جا رہے تھے، اور قریب تھا کہ آپ کی جان نکل جائے، اللہ تعالیٰ نے اس غم سے آپ کو اسطرح آزاد کیا کہ آپ کا کام صرف دعوت کا پہنچا دینا ہے، ہدایت کا کام آپ کے ذمہ نہیں۔

۳۔ آپ کا مرتبہ بلند کرنا: اللہ تعالیٰ نے اذان نماز اور دیگر عبادتوں کے ذریعہ آپ ﷺ کا مرتبہ ایسا بلند کیا کہ خشکی اور تری زمین اور فضا ہر جگہ آپ کا نام لیا جا رہا ہے، چوبیس گھنٹوں کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا نام نہ لیا جاتا ہو۔

اک نام مصطفیٰ ہے جو بڑھ کر گھٹا نہیں
ورنہ ہر اک عروج کو پنہاں زوال ہے

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کار نبوت کو ادا کرنے میں اگر دشواری پیش آتی ہے، تو آسانی بھی آئے گی، اور ضرور بالضرور آئے گی، آپ کا کام اللہ کی طرف متوجہ رہنا اور اسی سے لو لگانا ہے۔

سورۃ الضحی

وَالضُّحَی(١) وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَی (٢)مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا
قَلَی (٣) وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَی(٤)وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ
رَبُّكَ فَتَرْضَی (٥) أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيماً فَآوَی (٦) وَوَجَدَكَ ضَالّاً
فَهَدَی (٧) وَوَجَدَكَ عَائِلاً فَأَغْنَی (٨) فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا
تَقْهَرْ(٩)وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ(١٠) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
فَحَدِّثْ(١١)

قسم ہے چاشت کے وقت کی، اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے، نہ تو آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ہے، اور نہ وہ ناراض ہوا، اور آخرت آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے، اور عنقریب آپ کو آپ کا رب ضرور اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے، کیا اس نے آپ کو یتیم پا کر آپ کی دستگیری نہیں کی، اور آپ کو بے خبر پا کر آپ کو راستہ نہیں دکھایا، اور آپ کو نادار پا کر مالدار نہیں بنایا، تو آپ یتیم پر سختی نہ کیجئے اور سائل کو نہ جھڑکیئے، اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہئے۔

تفسیر:

سورت کا پس منظر یہ ہے کہ نبوت کے ابتدائی دور میں کچھ دنوں تک وحی کا سلسلہ رک گیا، تو اس پر بعض دشمنان اسلام نے خوشی منائی، چنانچہ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے، اور نہ وہ ناراض ہوا ہے، دنیا کی کوئی حقیقت نہیں، اس کی نعمتیں ناپائیدار ہیں، آخرت کی نعمتیں تو آپ کے لئے پہلے سے تیار ہیں، اور عنقریب اللہ تعالی آپ کو ایسی نعمتیں دے گا جن سے آپ خوش ہوں گے، ماضی میں آپ یتیم تھے، بے خبر تھے، نادار تھے، تو اللہ تعالی نے آپ پر انعام کیا، اسی طرح آئندہ بھی کرے گا۔

آپ کا کام یہ ہے کہ آپ معاشرہ کے ہر طبقہ کے ساتھ اچھا معاملہ کیجئے، یتیموں پر سختی، فریادیوں کو جھڑکنا آپ کے شایان شان نہیں، اور رب کی نعمتوں کا بار بار تذکرہ کر کے شکر کے کلمات اپنی زبان سے دہرایئے۔